دنیا اسلام محمدیؐ کی پیاسی ہے

پروفیسر سید اختر مہدی
جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

عصر حاضر میں ہی نہیں بلکہ عرصۂ دراز سے اس موضوع پر بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری ہے کہ آیا تصوف مذہب اسلام سے الگ ہٹ کر کسی مخصوص مکتب فکر کی دین ہے یا اسلامی شریعت سے اس مکتب کا ایسا اٹوٹ رشتہ ہے کہ اسلام سے الگ ہو کر اس کی کوئی مخصوص اور انفرادی شکل وصورت باقی نہیں رہ جاتی۔ درحقیقت اسلام اور انسان دشمن طاغوتی طاقتوں نے پیغمبر اکرم کی وفات کے بعد آنے والی صدیوں کے دوران اسلام کو اتنے ٹکڑوں اور فرقوں میں تقسیم کردیا کہ اصل اسلام کی شناخت باقی نہ رہ جائے اور دنیائے بشریت حقیقی اسلام محمدی کی مکمل شناخت ومعرفت حاصل کرنے کے بجائے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کے اعمال وافعال بلکہ یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ اسلامی نام کے حامل حکمرانوں کی کالی کرتوتوں کو اسلام سے وابستہ کرنے لگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اسلام نے بشر دوستی انسانی اخوت وبرادری اور یکتا پرستی کا جو درس دیا تھا وہ پہلے برطانوی پھر امریکی سامراجی پروپگنڈوں کی نذر ہوگیا اور جب عرفاء وصوفیاء کرام نے اپنے مخصوص انداز میں اسلام محمدی کے دفاع کی کوشش شروع کی تو امریکی اسلام کے مبلغین نے شریعت وطریقت کی بحث چھیڑ کر اس مشن کی ناکامی کی زمین ہموار کرنا شروع کردیا لیکن بیسویں صدی کے نامور عارف امام خمینی نے اپنے اسلامی انقلاب کے ذریعہ حقیقی اسلام کی ایسی تبلیغ کی کہ آج دنیا اسلام اور اس کی بشر دوست وانسان نواز پیغام کی پیاسی دکھائی دیتی ہے درج ذیل مقالے میں اس کی عکاسی کی کوشش کی گئی ہے۔ ادارہ

موجود عالمی انسانی سماج کا سرسری جائزہ اور مختصر مطالعہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسانی برادری انتہائی مہلک اور کس مپرسی کے عالم میں زندگی بسر کررہی ہے۔ جگہ جگہ لوٹ کھسوٹ اور قتل وغارتگری کا بازار گرم دکھائی دیتا ہے۔ مختلف بے بنیاد اور خود ساختہ اسباب وعوامل کے بہانے بیگناہوں کا قتل عام جاری ہے۔ اقتصادیات ومعاشیات جس کو وسیلۂ زندگی قرار دیا گیا تھا وہ اس ترقی وروشن فکری کے دور میں اسے مقصدحیات کا درجہ حاصل ہوگیا ہے اور حیرت انگیز بات تو ہے کہ یہ تمام غیر انسانی اور ظالمانہ امور ترقی، آزادی، جمہوریت پسندی اور انسانی حقوق کی حفاظت وبحالی کے نام پر انجام پارہے ہیں اور قومی وعالمی سطح پر موجود قوانین کی گرفت روز بروز ڈھیلی ہوتی چلی جارہی ہے۔

ہر طرف موت جیسی خاموشی چھائی ہوئی ہے ۔ظلم اور ظالموں کا بول بالا ہے اور کمزور وپسماندہ انسانوں کی کوئی پناہ گاہ نظر نہیں آتی البتہ اکثر یہ آواز ضرور سنائی دیتی ہے کہ نادار لوگوں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اخلاقی قدروں کی پامالی کو ترقی کا معیار قرار دیا گیا ہے اور آگہی وبیداری کی علمبردار موجودہ صدی میں شکم مادر میں لڑکیوں کی نابودی کا منظر دیکھنے کے بعد یہ کہنا مبالغہ نہیں معلوم ہوتا کہ دور جاہلیت کے عرب موجود تعلیم یافتہ روشن فکر اور ترقی کی بلند ترین چوٹی پر جلوہ افروز انسانوں سے بہتر تھے کیونکہ وہ ایک مدت تک لڑکیوں کو اپنی آغوش میں پالنے کے بعد انہیں زندہ درگور کیا کرتے تھے ۔ اس بیان کے ذریعہ میرا مقصد ظالم اور بدوی عربوں کا دفاع ہرگز نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ ہے کہ پیغمبر عظیم الشان حضرت محمد مصطفیؐ نے پرچم توحید کے سایہ میں ان انسانیت سوز مفاسد اور بدعنوانیوں کے خلاف مثالی جدوجہد کی، سرزمین مکہ کو خیر باد کہا اور شہر مدینہ میں اپنے قیام کے دوران متعدد دفاعی جنگوں کے دوران صبر آزما اور طاقت فرسا مصائب جھیلے لیکن اپنے توحیدی اور الٰہی موقف پر اٹل اور ثابت قدم رہے ۔اور آخر کار صلح حدیبیہ کے سایہ میں پُر امن ماحول میں انہیں خداند عالم کے پسندیدہ دین مبین اسلام کی تبلیغ کا موقع ہاتھ آگیا اور مختصر سی مدت میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد دس ہزار افراد سے زیادہ ہوگئی جن کو دیکھنے کے بعد اسلام دشمن طاقتوں پر غیر معمولی خوف طاری ہوگیا جس کی وجہ سے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت اسلام کے خلاف جنگ کا اعلان نہ کرسکی اور منافقانہ ہتھکنڈوں کے ذریعہ ہی اسلام اور مسلمانوں کو وحشیانہ مظالم کا شکار بنایا گیا۔ امت اسلامیہ کو ابوبکر وعلی کے نام پر اختلاف وتفرقہ کا شکار بنایا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۶۰ھ میں نواسۂ رسولؐ حضرت حسین مظلومؑ کو کربلا کے ریگستان میں نہایت بیرحمی کے ساتھ شہید کردیا گیا اور اسلامی خلافت ملوکیت میں تبدیل ہوگئی اور اگر حضرت زینبؑ نہ ہوتیں تو لوگوں کو اس حقیقت کا علم بھی نہ ہو پاتا کہ کربلا کی گرم ریتی پر شہید ہونے والا کوئی باغی اور خارجی نہیں بلکہ دوش نبوت کا سوار وجوانان جنت کا سرور وسردار حسین مظلوم ہے جس کا صحیح تعارف اس دور کی اسلام دشمن تبلیغی جماعتوں اور پروپگنڈہ اداروں نے نہیں ہونے دیا۔ بات حسینؑ مظلوم کے صحیح تعارف تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ اسلام دشمن طاقتوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوگیا کہ منافقانہ ہتھکنڈوں اور تفرقہ انگیز منصوبوں کے ذریعہ اصل اور حقیقی اسلام کی شناخت کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کردی جائیں تاکہ عوام الناس حقیقی اسلام کی نعمتوں اور برکتوں سے ناواقف رہ جائیں اور پیغمبر اکرمؐ، ان کے اہلبیتؑ اور

اصحاب وانصار کی قربانیاں رائگاں چلی جائیں۔

واضح رہے کہ فتح مکہ کے بعد اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بند پروپگنڈوں کا جو لامتناہی سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج بھی جاری ہے۔صدیاں گزرتی رہیں لیکن اسلام دشمن طاقتوں کے منصوبوں میں ذرّہ برابر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو نابودی سے ہمکنار کرنے میں ہمہ تن سرگرم رہے۔مسلمانوں کے درمیان دنیا کی دیگر قوموں کو یہ باور کراسکیں کہ اسلام قتل وغارتگری اور خونریزی وانسان کشی کا مذہب ہے؟!

اسلام کے اتنے رنگ وروپ ہیں کہ اصل اسلام کی شناخت ناممکن ہے! اسلام نے عورتوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم اور انہیں گھر کی چہار دیواری میں مقید کررکھا ہے! اسلام نے مرد وعورت کو مساوی حقوق فراہم نہیں کئے! اسلام نے پردہ وحجاب کی پابندی کے ذریعہ عورتوں کی آزادی اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کررکھی ہے! اسلام عورتوں کو تعلیم وترقی حاصل کرنے سے روکتا ہے بلکہ اپنے مرد سالاری نظام کے ذریعہ اسلام عورتوں کی غلامی کی زمین ہموار کرتا ہے۔ اسلامی احکام وشریعت کی پیروی وپابندی ہی مسلمانوں کی پسماندگی اور مفلوک الحالی کا بنیادی سبب ہے۔مجموعی اعتبار سے اسلامی احکام وشریعت میں اتنی صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ بیسویں اور اکیسویں صدی کے عصری تقاضوں کو پورا کرسکے لہٰذا اسلام کو ایک قدیم، روایتی اور دقیانوسی دین ومذہب کی حیثیت سے مسجد کی چہاردیواری کے اندر محدود رہنا چاہئے اور ''دورکعت کے امام'' جمعہ وجماعت کو عبادتی امور کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر معاملات میں ہرگز مداخلت نہ کرنی چاہئے! دین اور سیاست کے درمیان کسی تال میل کی کوئی گنجائش نہیں لہٰذا مذہبی رہنما کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ سیاسی، سماجی اور حکومتی معاملات میں اپنے خیالات کے ذریعہ عوام کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرسکے!

اسلام دشمن برطانوی سازش کے تحت مولوی اسلامی معاشرہ میں بدنام اور رسوا کیا جانے لگا اور اسلام کی مقدس کتاب قرآن جو''الناس'' یعنی پوری دنیائے بشریت کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی تھی وہ عمدہ کاغذ، دیدزیب طباعت اور بہترین جلد کے ساتھ بیش قیمت ترین غلاف میں گھر کی بلندترین جگہ پر رکھدی گئی اور ملت اسلامیہ اس آسمانی کتاب میں درج ارشادات عالیہ خداوندی سے محروم ہوتی چلی گئی۔ اسلام ماضی کی داستان میں تبدیل ہوگیا جس کا بدترین اور افسوسناک ترین پہلو یہ ہے کہ عالمی سطح پر مسلمانوں کے ذریعہ اسلام کو پہچانا جانے لگا۔نام نہاد مسلمان حکمرانوں اور جلادصفت

لوگوں کے برے اعمال اور اخلاقی مفاسد کو اسلام سے وابستہ کیا جانے لگا جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ اسلام ایک آفاقی نظام حیات اور الٰہی اصول و احکام کے مجموعہ کا نام ہے اور ان احکام وقوانین کی پیروی کرنے والوں کو ہی مسلمان کہا جانا چاہئے اور جو ان اصول واحکام کی پیروی نہیں کرتا وہ عبدالمجید کے گھر جنم لینے والا عبدالحمید تو ہوسکتا ہے لیکن اسلام محمدی کا پیرو اور حقیقی مسلمان ہرگز نہیں ہوسکتا۔

پس امت اسلامیہ عالم کو کبھی عرب وعجم کے نام سے ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنایا گیا اور کبھی سنی شیعہ اختلافات کی آگ بھڑکا کر کلمہ گو مسلمانوں کی ایک جماعت کو مسلمانوں کی دوسری جماعت کے لوگوں کے خون کا پیاسا بنادیا گیا اور اس کا سب سے بڑا نقصان سلطنت عثمانیہ کے زوال کی صورت میں رونما ہوا۔ بات صرف اسی حد تک محدود نہیں رہی بلکہ برطانوی سامراج نے، جس کی حکومت میں ان دنوں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، بیسویں صدی کے نصف اوّل کی آخری دہائی میں سرزمین فلسطین پر اسرائیلی صیہونی حکومت قائم کردی اور اس طرح اسلامی علاقوں کے قلب میں اسلام دشمن سرگرمیوں کا لامتناہی دور شروع ہوگیا اور دھیرے دھیرے عالمی سامراج کی قیادت کی باگ ڈور امریکہ کے ہاتھوں میں آگئی اور صیہونی جلادوں کے ذریعہ بے گناہ فلسطینی ولبنانی اور دیگر عرب مسلمانوں کے قتل عام کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا جس کے نتیجے میں ہزاروں لوگ نہایت بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے رہے اور انسانی حقوق کی حفاظت کے علمبردار خاموش تماشائی بنے کھڑے رہے۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل صیہونی جارحیت کے خلاف قرار دادیں منظور کرتی رہی لیکن حملہ آور جماعتوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

بیسویں صدی کے نصف آخر کی دہائیوں میں ملت اسلامیہ عالم عرب وعجم اور سنی وشیعہ اختلافات کی آگ میں جھلتی رہی۔ عرب واسرائیل جنگ کے دوران صیہونی جنگی جہاز عربوں کے خلاف ایرانی تیل وفوجی ٹھکانوں کا بھرپور استعمال کرتے رہے اور اکثر ایرانی عوام اس حقیقت سے یا ناواقف اور یا اس کی طرف سے غیر متوجہ رہے اور جن مذہبی رہنماؤں نے سابقہ شاہی حکومت کی ان خیانتوں کے خلاف آواز اٹھائی انہیں یا قتل یا جلاء وطن کردیا گیا اور جب ۱۰ رمحرم الحرام کو امام خمینیؒ کی قیادت میں ان بدعنوانیوں کے خلاف ہوانے والے احتجاج نے عوامی انقلاب کا روپ اختیار کرلیا تو ایرانی افواج کے ذریعہ توپوں، ٹینکوں اور جنگی ہیلی کاپٹروں کی مدد سے تہران کی سڑکوں پر ایرانی کشتوں کا انبار لگا دیا گیا اور خمینی کو ملک کی سرحدوں سے باہر نکال دیا گیا۔ ۱۰ رخرداد کے اس واقعہ

کے بعد اسلام دشمن امریکی سامراج اور ایرانی حکومت نے یہ باور کرلیا کہ خمینی کی یہ انقلابی اور اسلامی تحریک ہمیشہ کے لئے دفن ہوگئی لیکن شہیدوں کا خون رنگ لایا اور ۱۹۷۸ء کے آخری دنوں میں ایران کی اسلامی انقلابی تحریک نے ملک گیر حیثیت اختیار کرلی۔شاہ ایران اور اس کے ہزاروں امریکی مشاورین نے ایران سے راہ فرار اختیار کرلی اور یکم فروری ۱۹۷۹ء کو امام خمینی وطن واپس آگئے اور انہوں نے دس روز کی مختصر سی مدت میں کسی خون خرابہ یا قتل وغارتگری کے بغیر ڈھائی ہزار سالہ شاہی حکومت کو نابود کرتے ہوئے اپنی نوعیت کی پہلی اسلامی جمہوری حکومت قائم کردی اور ایران میں پہلی بار قرآن وحدیث پیغمبر کی بنیاد پر اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کی تدوین عمل میں آگئی جس کے بموجب عرب وعجم ،سنی وشیعہ اور کرد و ترک اختلافات کی گنجائش باقی نہ رہ گئی ۔ اگرچہ اس انقلاب کو شیعہ انقلاب کا نام دیتے ہوئے اس پر آٹھ سالہ طویل المدت جنگ کا بوجھ مسلط کردیا گیا اور داخلی سطح پر خوفناک بم دھماکوں کے ذریعہ ایرانی پارلیامنٹ کو اڑادیا گیا اور فقط دینی رہنماؤں کو ہی نہیں بلکہ ایران کے صدر، وزیراعظم اور ایرانی عدلیہ کے سربراہوں اور پارلیامنٹ کے اراکین اور کابینہ کے وزیروں کوبھی خاک وخون میں غلطاں کردیا گیا اور ملک کی اقتصادی ناکہ بندی کے ذریعہ ایرانی عوام کونہایت صبر آزما مراحل سے گزرنے کے لئے مجبور ہونا پڑا لیکن لاشرقیہ ولاغربیہ پرعمل پیرا اسلامی جمہوری حکومت اور کلمۂ ''اللہ اکبر'' پرمکمل اعتقاد رکھنے والے اسلام محمدی کے پیرو ایرانی مسلمانوں نے عالمی سامراج کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے چنانچہ جب جدید عالمی نظام یعنی New World Order کے تحت ایران سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ یاامریکی نظام کے تحت آجاؤ یا امریکی عتاب کوجھیلنے کے لئے آمادہ ہوجاؤ تو ایران نے ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ ہم تو اپنے ''اللہ'' کے ساتھ ہیں اور ہمارا ''اللہ'' ہمارے ساتھ ہے ہم کسی غیر اللہ کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں نہایت حیرت انگیز بات یہ ہے کہ نوتشکیل شدہ اسلامی جمہوریہ ایران پرعراقی حکومت کے ذریعہ طویل المدت جنگ مسلط کئے جانے کا جو بنیادی مقصد تھا وہ پورا نہ ہوسکا اور ملت اسلامیہ ایران نے اپنے مثالی صبر وثبات قدم کے ذریعہ ثابت کردیا کہ دنیا کی دونوں بڑی طاقتوں کی خفیہ واعلانیہ حمایت اور عربوں کی بھرپور مالی سرپرستی کے باوجود ایرانیوں کو ان کے آہنی الٰہی ارادوں سے منحرف نہیں کیا جاسکا بلکہ یہ جنگ سامراجی طاقتوں اور ان کے فرمانبرداروں کے لئے عذاب ثابت ہوئی چنانچہ حملہ آور صدام کے عبرتناک زوال کے ساتھ ہی ساتھ ملت عراق آج بھی ''ان

مہلک اسلحوں کی نابودی'' کے بہانے گوناگوں مظالم سے ہمکنار ہے جو ایران وعراق جنگ کے دوران جمع کئے گئے تھے۔ دوسری طرف ایرانی مسلمانوں کے لئے یہ جنگ ایک بڑی نعمت ثابت ہوئی اور ان میں ایسا شہادت طلب جذبہ پیدا ہوگیا کہ وہ دنیا کی اکلوتی بڑی طاقت کی دھمکیوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی مرعوب نہیں ہوئے بلکہ امریکی اقتصادی ناکہ بندی کے باوجود گذشتہ تیس سال کے دوران حاصل کی گئی اپنی حیرت انگیز کامیابیوں کے ذریعہ یہ ثابت کردیا کہ اسلام میں موجودہ صدی کے عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے صلاحیت موجود ہے اور امریکی بڑی طاقت کی بھرپور مخالفت اور عدم حمایت کے باوجود کامیابیوں کی بلندی تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور کائنات کے جس خالق ومالک کو مسلمان ''اللہ اکبر'' کے نام سے یاد کرتا ہے درحقیقت وہی قادر مطلق ہے اور اسی کی بارگاہ عالیہ میں سرتسلیم خم کردینے کا نام اسلام ہے اور پنجگانہ نماز کے دوران اس کے مقدس گھر کی طرف منہ کرکے نماز ادا کرنے والے ہر مسلمان کی نظر میں کالے یا سفید محلوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی کیوں کہ مرضی معبود حاصل کرنا ہی اس کا نصب العین ہے اور اس کی زندگی خدا کے لئے ہے اور اس کو اپنے خالق کی بارگاہ عالیہ کی طرف ہی پلٹ کرجانا ہے۔

جی ہاں! موجودہ صدی اسلام دشمن پروپگنڈوں کی صدی ہے اور عالمی انسانی برادری کو ظاہری تڑک بھڑک کا دیوانہ بنایا جارہا ہے۔عورت جس کو خداوند عالم نے انسانی نسل کی بقا وافزائش کا وسیلہ بنا کر بھیجا تھا وہ مٹھی بھر ہوس پرستوں کے ذریعہ عریانیت اور جنسی فساد وبدعنوانیوں کا شکار بنتی چلی جارہی ہے اور اس اسلام محمدیؐ کو دہشت گردی سے وابستہ کیا جارہا ہے جس کے عظیم الشان پیغمبر نے دورجاہلیت میں دہشت گردی کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور جس کے نواسے نے کربلا کے میدان میں تلواروں کو گلے لگاکر اسلام کو زندہ جاوید بنادیا۔ اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی سے جوڑنے والو! اور جہاد جیسے مقدس فریضہ کو ہلاکت آمیز حادثات سے وابستہ کرنے والو! ہوش میں آؤ اور محققانہ نظر سے دیکھو تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ اسلام محمدی میں دہشت گردی کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ اسلام کی اساس ''انسان شناسی'' ہے مرد مسلمان کو انسان شناسی کے مرحلہ سے گزرنے کے بعد ''خود شناسی''، یعنی خودی کی منزل سے گزرنا ہوتا ہے اور خود شناسی کے بعد ''خدا شناسی'' کا مرحلہ آتا ہے اور حدیث نبوی ''من عرف نفسه فعرف ربّه '' اسی حقیقت کی غماز ہے۔ اسلام کی مقدس کتاب قرآن کا مخاطب انسان ہے اور مذہب اسلام کے پیغمبر کو عالمین کے لئے رحمت

بنا کر بھیجا گیا ہے ۔ اسلام انسان کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے اور احترام آدمیت کا مبلغ رہا ہے۔ اسلام ہر مسلمان سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہر انسان کا احترام کرو کیونکہ آدم کی اولاد آدمی روح خداوندی کا حامل ہے اور مولانا جلال الدین رومی نے شاید اسی حقیقت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے آج سے ۷۰۰ سال قبل اپنی مندرجہ ذیل بیت میں ، جو سردست ترکی کے انقلابی رہنما کمال عطاترک کی تعویز قبر پر کندہ ہے، اشارہ کیا ہے۔

اسپ همّت سوی اَختر تاختیم
آدمِ مسجود را نشناختیم

(یعنی ہم نے اپنی ہمت کے گھوڑے ستاروں کی طرف تو دوڑا دیئے لیکن ہم نے آدم اور آدم کی اولاد کو نہ پہچانا جس کا سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا)

پس موجودہ اسلام دشمن ماحول اور دہشت گردی پر منحصر عالمی سامراجی ہتھکنڈوں سے مرعوب اور خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسلام محمد ی کا حقیقی تعارف پیش کرنا لازمی ہے کیونکہ آج دنیا حقیقی اسلام کی پیاسی ہے جس میں اسلامی اتحاد کو انسانی اتحاد تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔ حقیقی اسلام محمدی کی تبلیغ وحفاظت کی راہ میں آلام ومصائب کا سامنا یقینی ہے چاہے وہ بہ بہانۂ'' آبراہِ ھُرمز'' ہو یا '' جوہری بم کی تخلیق وایجاد '' یہ الگ بات ہے کہ عالمی ماہرین نے اپنی تحقیقی رپورٹ میں واضح کردیا ہے کہ ایران جوہری بم کی تولید نہیں چاہتا پھر بھی اسلام محمدی کا عملی نمونہ پیش کرنے والے ملک اسلامی جمہوریہ ایران پر وحشیانہ حملات کے بادل آج بھی چھائے ہوئے ہیں تا کہ اسلامی جمہوریت کا ماڈل بننے والا یہ ملک مختلف مسائل سے برسرپیکار رہے اور اسلام محمدؐ کی پیاسی یہ دنیا اسلامی آب حیات سے سیراب نہ ہوسکے۔واضح رہے کہ جس اسلامی جمہوریۂ ایران کو دہشت گردی کی حمایت سے منسوب کیاجارہا ہے وہ درحقیقت دہشت گردی کا مخصوص نشان رہا ہے۔صرف اتنا ہی نہیں کہ موجودہ رہبر آیت اللہ سید علی خامنہ ای اور ایران کے سابق صدر آیت اللہ ہاشمی رفسنجانی کے سینوں پر دہشت گردی کا داغ آج بھی موجود ہے بلکہ شہید رجائی وزیراعظم جواد باہنر نیز شہید بہشتی اور ان کے ۷۲ وفادار ساتھی بھی دہشت گردی کی قربانی بن چکے ہیں۔ عالمی دہشت گردی کا مقصد یہ تھا کہ ایرانی عوام ونظام اسلام سے دستبردار ہوجائے لیکن ایران اپنی راہ پر گامزن ہے کیونکہ یہ راہ ، راہ حق اور حقیقی راہ اسلام ہے اور موجودہ دنیا اسلام محمدیؐ کی پیاسی ہے

اسلامی عبادات اور الٰہی ارشادات میں مضمر بشر دوستی اور انسان سازی کے پہلوؤں کے نمایاں ہوتے ہی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت کی گھٹائیں خود بخود چھنٹ جائیں گی۔